''جنگ نامۂ اسلام'' ......موضوعاتی اور فنی مطالعہ

ڈاکٹر غفور شاہ قاسم (لاہور)

ABSTRACT: The text placed hereunder relates to introduction of a long poem rendered by Malik Manzoor Hussain Manzoor, versifying the details of Battles fought by the Messenger of Allah with the enemies of Islam at various battle fields. The battle led by the Holy Prophet(S.A.W) Himself is termed Ghazwah.The first volume of the book"جنگ نامۂ اسلام Battle Reportage of Islam" started from Ghazwah-e-Badr while the third volume begins with after effects of Battle of Uhad, counting of martyres and scenes of their burial. The poet reflected in the mirror of couplets, the state of firmness and steadfastness of The Messenger of Allah (S.A.W ※(in such a crutial time. The applaudable craftsmanship of poet and authenticity of narrative has been highlighted with artistic examples of versification of couplets.Sketch of the author of the poem has also been pictured for the sake of introduction.

سب سے پہلے ''جنگ نامۂ اسلام'' کے مصنف کا تعارف مناسب رہے گا۔ فردوسی ملت ملک منظور حسین منظور ضلع میانوالی کے معروف قصبہ ڈھیر اُمید علی شاہ میں ۲۱ مئی ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم داؤد خیل سے حاصل کی جب کہ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول میانوالی سے نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کیا۔ ایمرسن کالج ملتان سے انٹرمیڈیٹ کیا اور بی اے پرائیویٹ امیدوار کے طور پر پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے فارسی میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ملک صاحب اُردو اور انگریزی پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔

انھوں نے محکمہ دیہات سدھار اور محکمہ تعلیم سے بطور کلرک ملازمت کا آغاز کیا۔ بعد ازاں ڈی ۔ بی مڈل سکول کندیاں اور واں بھچراں میں بطور صدر معلم خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۳۳ء میں ہائی سکولز کے لیے براہ راست ہیڈ ماسٹر منتخب ہوئے اور پنجاب کے مختلف سکولوں میں تدریسی اور انتظامی

فرائض سر انجام دیتے رہے۔ ۳۰ مارچ ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ میو ہسپتال لاہور میں حرکت قلب بند ہو جانے سے آپ کا انتقال ہوا۔ تدفین آبائی گاؤں داؤدخیل ضلع میانوالی میں ہوئی۔ ملک صاحب نظم اور غزل کے نہایت عمدہ شاعر تھے۔ اُردو اور فارسی میں آپ کے شعری مجموعے اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غزوات کے واقعات پر مشتمل طویل مثنوی آپ کا شعری امتیاز ہے۔

''جنگ نامہٴ اسلام'' منظور حسین منظور کی سب سے اہم شعری تصنیف ہے۔ یہ طویل رزمیہ مثنوی تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے اشعار کی تعداد چار ہزار چھ سو اٹھاسی ہے۔ اس اہم شعری کارنامہ کا تفصیلی موضوعاتی اور فنی مطالعہ کرنے سے قبل یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ آیا رزمیہ اور ایپک (EPIC) مترادف اور ہم معنی شعری اصناف ہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں شعری اصناف کی تعریف کا تعین، لوازمات اور مختصر ترین تاریخ کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے کیونکہ دونوں اصناف آپس میں خلط ملط کر دی گئی ہیں۔ جنگ نامہ اسلام کے مقدمہ نگاروں کے علاوہ اس تصنیف کے بعض دوسرے ناقدین نے بھی اسے رزمیہ بمعنی ایپک (EPIC) تصور کرتے ہوئے اسے ایپک کی تاریخ اور تناظر میں پرکھا ہے۔ نتیجتاً اس کے ادبی اور فنی مقام کا تعین کرتے وقت غلط نتائج اخذ کیے ہیں۔

''جنگ نامہٴ اسلام'' جلد اوّل کے مقدمہ نگار لکھتے ہیں:

> ''خطہٴ یونان'' اگر آج اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں کی کوئی مثال دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے تو وہ ہومر کی معرکہ خیز رزمیہ نظمیں ہی ہوسکتی ہیں۔ یورپ کے مورخین باالاتفاق رائے ہومر کو دنیا کا سب سے بڑا شاعر مانتے ہیں جس کا کارنامہ فخر یہی رزمیہ شاعری ہی ہے۔ منظور بھی اسی سلسلے کا شاعر ہے۔ (۱)

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی نے اپنی کتاب ''بازگشت'' میں میانوالی کے دوسرے ممتاز شعرا کے ساتھ ساتھ ملک منظور حسین کی شاعری کا بھی تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ انھوں نے بھی جنگ نامہٴ اسلام کا تنقیدی تجزیہ ایپک کے پس منظر میں کیا ہے۔ ان کے مذکورہ تنقیدی تجزیہ کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

> ''عالمی ادب میں رزمیہ شاعری اعلیٰ ادب کی فہرست میں بڑی تعداد میں شامل ہے۔ مغرب کے کئی نقاد ہومر کو بہت بڑا شاعر کہتے ہیں۔ ہومر کا کارنامہ رزمیہ شاعری ہے۔ منظور کے جنگ نامہٴ اسلام کا مطالعہ ایپک کی اسی شاندار روایت کے تناظر میں کیا جانا چاہیے۔ اسی صورت میں ان کے مقام کا درست تعین کیا جاسکتا ہے۔'' (۲)

''جنگ نامہٴ اسلام کو ایپک سے خلط ملط کرنے کی وجہ دراصل یہ ہے کہ اُردو

ادب میں ایپک کی کوئی مضبوط اور مستحکم روایت موجود نہیں ہے۔ انیس اور دبیر کے مرثیوں میں موضوع کی عظمت اور اسلوب کا شکوہ موجود ہے۔ اسی وجہ سے بعض نقادوں مثلاً امداد امام اثر اور حامد اللہ اطہر وغیرہ نے ان مرثیوں کو ایپک قرار دیا ہے۔'' (۳)

تاہم ہمارے نزدیک انیس اور دبیر کے مراثی اور منظور کا جنگ نامۂ اسلام ایپک نہیں ہیں یہ رزم نامے ہیں۔

''سید عابد علی عابد اور کچھ دوسرے نقادوں نے ایپک کے اصطلاحی معنوں میں رزمیہ کی بجائے ''حماسہ'' کی تین قسمیں حماسۂ اصلی، حماسۂ ملی اور حماسۂ فنی (حماسۂ جدید) کا بیان کر کے انیس اور دبیر کے مراثی کو صورت اور معنی کے اعتبار سے حماسۂ فنی کے قریب قرار دیا ہے۔ جب کہ ڈاکٹر احسن فاروقی اس رائے سے متفق نہیں ہیں۔'' (۴)

اگرچہ رزمیہ شاعری کے حوالہ سے دراصل اُردو ادب کا دکنی دور ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ بعد کے ادوار میں انیس اور دبیر کے مرثیوں میں بھرپور رزمیہ عناصر موجود ہیں۔ یہ دونوں مرثیہ نگار معاملاتِ رزم کی ایسی مکمل نقشہ کشی کرتے ہیں کہ میدان جنگ کی تصویر آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہے۔

بیسویں صدی میں شعراء نے رزمیہ شاعری کی طرف خاص توجہ دی۔ شعرا نے مثنوی کے بجائے نظم کی دوسری ہیئتوں اور غزل کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ تاہم حفیظ کا ''شاہنامۂ اسلام'' رزمیہ شاعری کے ضمن میں اس صدی کا ایک اہم حوالہ ہے۔

منظور حسین منظور نے حفیظ کی روایت کو آگے بڑھایا ہے اور شاہنامۂ اسلام کی بحر میں جنگ نامۂ اسلام کے نام سے ایک طویل رزمیہ مثنوی لکھی جس کا موضوع ''غزواتِ نبویؐ'' کی تاریخ ہے۔

ممتاز صحافی اور ادیب خالد محمود ربانی نے منظور کی اسی تصنیف کو مدنظر رکھتے ہوئے منظور کے بارے میں کلماتِ تحسین تحریر کیے ہیں۔ حفیظ جالندھری ''فردوسی اسلام'' ہیں تو منظور ''فردوسی ملت'' ہیں۔ (۵)

غزواتِ نبویؐ کی یہ منظوم تاریخ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں اسلام کی عظمتِ رفتہ کے زریں نقوش کو محفوظ کیا گیا ہے۔ پہلی جلد کا مقدمہ نسیم صہبائی نے اور دیباچہ منظور حسین صاحب نے خود تحریر کیا ہے۔ پہلی جلد کے مقدمہ نگار نے مقدمہ کے اختتام پر بیس ستمبر ۱۹۳۵ء کی تاریخ درج کی ہے تاہم اس سے صحیح سال اشاعت کا تعین کرنا مشکل ہے۔ دوسری جلد کا مقدمہ عبدالمجید سالک نے لکھا

مقدمہ نگار نے اپنے نام کے آگے ۹۔اکتوبر ۱۹۵۴ء کی تاریخ درج کی ہے۔اس کا پیش لفظ بھی درصاحب نے خود تحریر کیا ہے۔تیسری جلد کا تعارف مولانا عبدالستار خان نیازی کا اور پیش لفظ منف کا لکھا ہوا ہے۔مولانا نے کتاب کا تعارف لکھ کر نیچے ۲۔اپریل ۱۹۵۶ء کی تاریخ رقم کی ہے۔ تینوں جلدوں پر سال اشاعت درج نہیں ہے۔پہلی جلد پہلی مرتبہ پنجاب بک ڈپو اردو بازار لاہور نے شائع کی تھی۔

پہلی جلد میں غزوۂ بدر، غزوۂ سویق، غزوۂ قینقاع اور غزوۂ احد کی شروعات و واقعات ، دوسری جلد میں غزوۂ احد اور اس سے متعلق بعد کے تفصیلی حالات اور تیسری جلد میں غزوۂ احد سے بعد کی تفصیلات کے علاوہ غزوۂ خندق (احزاب) کے تفصیلی حالات بیان کیے ہیں۔ یہ طویل رزمیہ مثنوی ترتیب وصحتِ واقعات کے لحاظ سے نثر میں لکھی ہوئی کسی بھی تاریخ سے کم نہیں۔حواشی میں جا بجا آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کتب تاریخ وسیرت کے حوالے شاعر کی وسیع علمی استعداد کا پتہ دیتے ہیں۔''جنگ نامۂ اسلام'' ایک مکمل رزمیہ داستان ہے جس میں عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشہور غزوات کی جزئیات کو نہایت بے ساختگی اور قادر الکلامی سے نظم کیا گیا ہے۔

''جنگ نامۂ اسلام'' کا موضوع ایک عظیم قوم کی تاریخ کے صحیح واقعات پر مبنی ہے۔تاریخی لحاظ سے ان تمام رزمیہ نظموں سے جن کی بنیاد محض تخیل کی ہنگامہ آرائی اور تصنع آمیز قافیہ پیمائی پر رکھی گئی ہے ہر لحاظ سے مختلف ہے۔جلد دوم کے پیش لفظ میں مصنف خود رقم طراز ہیں:

> ''دورانِ تصنیف میں میں نے اسلامی تاریخ کے جملہ معتبر مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔تاریخ اسلام مصنفہ اکبر شاہ خان نجیب آبادی، تاریخ عرب مصنفہ رائٹ آنریبل سید امیر علی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مصنفہ مولانا شبلی نعمانی، ارشاد الحکمۃ، تاریخ العمران اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے زیر مطالعہ رہیں جن کے مجموعی تاثر سے تاریخی حالات کا ایک منطقی تسلسل قائم رکھتے ہوئے میں نے مندرج واقعات کے اعتقادی پہلو سے حتی الوسع اغماض کیا ہے اور مسلمہ ٹھوس حقائق ہی اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔میرے پیش نظر یہ بات بھی رہی ہے کہ رزمیہ محض روکھی پھیکی قافیہ آرائی پر ہی مشتمل نہ ہو بلکہ اس کے ذریعے حقائق کو دلچسپ انداز میں قاری کے سامنے پیش کیا جائے۔'' (۶)

رزمیہ نویس شعراء عموماً تاریخی واقعات نظم کرتے وقت واقعات کی صحت کا خیال نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس صورت میں ان کے تخیل کی آواز محدود فضا میں محصور ہو کر رہ جاتی ہے لیکن واقعات کی

اہمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے حقائق سے انحراف کیا جائے تو کلام میں خواہ کیسی ہی خوبیاں کیوں نہ ہوں تاریخی حیثیت سے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ فردوسی، نظامی، انیس اور دبیر نے تاریخی واقعات کو نظم کرتے ہوئے جہاں سمندِ تخیل کو مکمل آزادی دے دی ہے تاریخی لحاظ سے مضمون کی کوئی وقعت نہیں رہی۔ ایسے تمام مقامات پر ان رزمیہ نویس شعرا کی شاعری سراپا ایک ہنگامۂ تخیل بن کر رہ گئی ہے لیکن منظور نے ''جنگ نامۂ اسلام'' میں حسنِ اعتقاد اور غُلوئے عقیدت سے مکمل اجتناب برتا ہے۔ اس ضمن میں نسیم صہبائی نے جلد اول کے مقدمہ میں بجا طور پر لکھا ہے: -

> ''جنگ نامۂ اسلام'' کے صفحات سے واضح ہے کہ منظور کا قلم اس صنف سے عہدہ برآمد ہونے میں خاصا کامیاب رہا ہے اور وہ جہاں لحاظ محاسنِ شعری اُردو زبان میں رزمیہ نظم کا ایک اعلیٰ معیار قائم کر کے ایک خاص طرز کے موجد ٹھہرے ہیں وہاں تاریخی واقعات کی صحت کا بھی خیال رکھتے ہوئے ایسے نا مطبوع مبالغے سے، جو رزمیہ نویس شعرا کا طرۂ امتیاز ہوا کرتا ہے، انھوں نے قطعاً اجتناب کیا ہے۔'' (۷)

تاریخ کو منظومِ اسلوب میں پیش کرنے کے حوالے سے ''جنگ نامۂ اسلام'' کے مقدمہ میں نسیم صہبائی نے لکھا ہے:

> ''وہ معجزانہ جاذبیت اور لطافت جس کی حقیقت آمیز چاشنی کا فقدان عموماً نثر نگار مورخین کی تصانیف میں ایک روکھا پن پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہے، ایک منظوم تاریخ میں بدرجۂ اتم موجود ہوتی ہے۔ یہی وہ مابہ الامتیاز خوبی ہے جو ایک حساس شاعر کی منظوم تاریخی تصنیف کو ایک مؤرخ کی عامیانہ واقعہ نگاری سے جداگانہ حیثیت دیتی ہے۔؟ بریں وجہ نثر میں تاریخی کتب کے موجود ہوتے ہوئے بھی منظوم تاریخی کتب کی ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے۔'' (۸)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام جنگیں عسکری تاریخ اور فن حرب میں نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عسکری زندگی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام عہد ماضی اور عہد حاضر کے تمام سپہ سالاروں سے زیادہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ دنیا بھر کے جرنیلوں کی تمام خوبیاں اور جرنیلی خصوصیات یکجا کر دی جائیں تو بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جنگی کارناموں کی عظمت، جنگی حکمتِ عملی اور علمِ حرب ان سب پر بھاری ہوگا۔ ''جنگ نامۂ اسلام'' جو کہ موضوعاتی لحاظ سے عسکری ادب میں ایک

ہم اضافہ ہے، اس کی اہمیت اور انفرادیت یہ ہے کہ اس میں شاعر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ عسکری کے لازوال اور غیر فانی پہلوؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جان نثار ساتھیوں کی جرأت، شجاعت اور جان نثاری کو موثر انداز میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے رسول پاک کی فوجی حکمتِ عملی اور جنگی اصولوں کے بغور مطالعے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ دورِ حاضر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فوجی حکمت عملی اور شہری حربی اصولوں سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اسی حکمت عملی کا نتیجہ ہے کہ مدینہ کی شہری مملکت اپنے مٹھی بھر سپاہیوں کے ساتھ دس لاکھ مربع میل سے زیادہ رقبہ فتح کر لیتی ہے۔ اکثر دشمن کی دگنی اور تین گنا قوت کا سرِ غرور کچل کر رکھ دیتی ہے اور ساتھ ہی انسانی خون کی حرمت کی ایسی مثال پیش کرتی ہے کہ جس کی نظیر تاریخ کے کسی دور میں نہیں ملتی۔

منظور کی یہ تصنیف جذبۂ جہاد ابھارنے کے سلسلہ میں بھی دل کش پیرایہ میں ان تاریخی واقعات کا ایک مرقع پیش کرتی ہے جو عہدِ رسالت میں غزواتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پیش آئے۔ تاریخی اعتبار سے اسلام کی رزم گاہوں کی عکاسی میں شاعر نے بڑی احتیاط سے قلم اٹھایا ہے اور صرف انھی واقعات کو مدنظر رکھا ہے جن کے لیے تاریخی شہادتیں موجود ہیں۔

”جنگ نامۂ اسلام“ کا مطالعہ کرنے سے غزواتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسباب کے علاوہ سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جنگی تزویرات و تدبیرات کا بھی پتہ چلتا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگی اُمور کو کس انداز میں سلجھایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوجوں کی تیاری، اسلحہ کی فراہمی، بھرتی، لام بندی، انتظاماتِ جنگ اور اسیرانِ جنگ سے متعلقہ اُمور کس طرح سرانجام دیا کرتے تھے۔

رزمیہ نظم کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مختلف حصوں میں ایک ربط موجود ہو۔ ایک حصہ جس نکتے پر ختم ہو اُسی نکتے سے دوسرے حصہ کی ابتدا ہونی چاہیے۔ ہر ایک حصہ سے دوسرے حصہ کو تحریک ملنی چاہیے۔ ”جنگ نامۂ اسلام“ کے شاعر نے یہ ربط برقرار رکھا ہے اور واقعات کی زمانی ترتیب اور تسلسل کو نہایت مربوط انداز میں پیش کیا ہے۔

”جنگ نامۂ اسلام“ جلد اول کے آغاز میں ”ساقی نامۂ اسلام“ کے زیرِ عنوان صہبائے اخوت سے جرعہ کش ہونے کی دعوت دینے سے مثنوی مذکور کی تمہید میں زُلف و خط و خال کی شاعری کے خلاف ان زبردست الفاظ میں شاعر اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے:

سعیٔ لاحاصل کی کاوش سے بتا کیا فائدہ ؟ وصفِ معشوقِ خیالی سے بھلا کیا فائدہ ؟
خندۂ گل اور بلبل کی حکایت کب تلک ؟ حسنِ ایماں سوز کی مدح و شکایت کب تلک؟

عشوہ و غمزہ کی جھوٹی داستانیں کب تلک ؟　　تیر مژگاں کے لیے فرضی کمانیں کب تلک ؟
داغ ہیں یہ چہرۂ حسنِ بیاں کے واسطے　　عار ہیں یہ جوہر تیغِ زباں کے واسطے
کاکُل پُر پیچ کے پھندوں میں پڑنا چھوڑ دے　　ابروئے خمار کی تیغوں سے لڑنا چھوڑ دے(۹)

شاعری کے ضمن میں اپنا نقطہ نظر واضح کر دینے کے بعد ''ساقی نامۂ اسلام'' کے ذیلی عنوان کے تحت شاعر نے توحید اور رسالت کی برکات، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برپا کردہ ہمہ گیر انقلاب کی خصوصیات کو شعری آہنگ دیا ہے۔ توحید اور رسالت کی برکات کے سلسلے میں یہ اشعار دیکھیے:

ہاں سنا کچھ ساغرِ وحدت کے میخانے کا ذکر　　ساقی یثربؐ کی مے کا اور پیمانے کا ذکر
وہ مئے صافی کہ جو صدیق اکبرؓ بن گئی　　عدلِ فاروقیؓ بنی شمشیرِ حیدرؓ بن گئی
دولت عثمانؓ کے پردے میں جو تھی عالم کی لاج　　جس کے متوالوں نے روندے قیصر و کسریٰ کے تاج
دینِ ابراہیمؑ کو تاثیر پر جس کی ہے ناز　　مرکزِ عالم بنائی جس نے پھر خاکِ مجاز (۱۰)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم شخصیت کی نمایاں خصوصیات اور اوصافِ عالی کے حوالے سے سوز و گداز میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

جس نے بچپن میں نہ دیکھے تھے کوئی ناز و نعم
وادیٔ بطحا نے چومے بارہا جس کے قدم

اونٹنی کا دودھ بچپن میں پیا کرتا تھا جو
دھوپ کی شدت میں چوپانی کیا کرتا تھا جو

جس کے دل میں قلزم مہر و وفا تھا موج زن
جس کے ابنائے زماں سے تھے بہت بالا چلن

جس نے پایا تھا لڑکپن میں ہی صادق کا لقب
اپنے بیگانے جسے خیر الامیں کہتے تھے سب (۱۱)

ساقی عہد اسلام کے بعد جنگ نامۂ اسلام کے ابتدائیہ میں اور تمہیدی اشعار میں شاعر نے جنگ نامہ لکھنے کے محرکات بھی بیان کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس عظیم ارادے میں کامیاب فرمائے۔

"جنگ نامۂ اسلام" جلد دوم تسلسل واقعات کے اعتبار سے جلد اول سے زیادہ مربوط اور غزوات میں سے اہم ترین غزوہ "اُحد" کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ جلد اول کی طرح اس جلد میں بھی شاعر نے تاریخی حالات کا ایک منطقی تسلسل قائم رکھتے ہوئے واقعات کے اعتقادی پہلو سے حتی الوسع اغماض کرتے ہوئے مسلمہ ٹھوس حقائق اخذ کرنے کی سعی کی ہے۔ جلد دوم میں بھی پہلی جلد کے مانند شاعر نے جنگ کی کہانی بیان کرنے میں موافق ومخالف فوجوں کی کیفیت رجز خوانی، شمشیر زنی اور شوکتِ الفاظ سے کام لیا ہے۔ جلد دوم کے مقدمہ میں عبدالمجید سالک رقم طراز ہیں:

"جنگ نامۂ اسلام" کی اس جلد کو میں نہ جستہ جستہ مقامات سے دیکھا ہے۔ منظور پاکیزگی زبان، محاورہ، بندش الفاظ اور قواعدفن کی رعایت کے پابند ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بیانِ واقعات میں دلکشی پیدا کرنے کی کوشش جا بجا نظر آتی ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جنگ نامہ میں اس کے مقصود حقیقی یعنی افادی تبلیغی پہلو کو بھی جا بجا اجاگر کیا ہے۔" (۱۲)

اس جلد کا پیش لفظ بھی مصنف نے بذاتِ خود تحریر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"تاریخی واقعات منظوم کرنے سے پیشتر میں نے حتی الوسع تاریخ اسلام کے تقریباً جملہ معتبر مآخذ سے استفادہ کیا ہے اور جہاں صحتِ واقعات کے ضمن میں ہر ممکن احتیاط سے کام لیا ہے وہاں یہ کوشش بھی کی ہے کہ رزمیہ محض روکھی پھیکی قافیہ آرائی پر مشتمل نہ ہو بلکہ اس کے ذریعے تاریخی حقائق کو ایک ایسے دلچسپ انداز میں قاری کے سامنے پیش کیا جائے کہ جہاں اس سے صحیح معنوں میں متاثر ہو کر قرونِ اولیٰ کے مجاہدین کے عدیم النظیر جذبۂ شجاعت وایثار کے احاطہ کرنے کا موقع مل سکے، وہاں اسلام کی عالمگیر صداقت اور اخوت کا بھی اسے بجا طور پر احساس ہو جائے۔" (۱۳)

جنگ نامۂ اسلام (جلد سوم) کا ابتدائی حصہ جنگ اُحد سے متعلق ایسے ضمنی واقعات پر مشتمل ہے جو تاریخی نقطۂ نظر سے بعد کے اہم غزوات کا پیش خیمہ قرار دیے جا سکتے ہیں، اور اس کا باقی حصہ تمام تر غزوۂ خندق (احزاب) کی ان تفصیلات کا آئینہ دار ہے جن کا ذکر متعدد تاریخی کتب کے علاوہ کنایتہً وصراحتاً قرآن مجید کی سورۃ احزاب میں موجود ہے۔ جلد سوم کے پیش لفظ میں مصنف رقم طراز ہیں:

"میں نے غزوۂ خندق سے متعلق واقعات کی تحقیق کے سلسلے میں کتب تفسیر اور احادیث سے جا بجا استفادہ کیا ہے۔ مذکورہ کتب تاریخ کے ساتھ ڈاکٹر وحید

قریشی کے کتب خانہ کی دو معتبر کتابیں (تاریخ طبری، فارسی ایڈیشن اور خاتم النبیینؐ و آموزشِ اسلام قاری مصنفہ عباس شوستری) بھی میرے زیر مطالعہ رہی ہیں۔" (۱۴)

جنگ نامۂ اسلام (جلد سوم) غزواتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابتدائی سلسلے کی وہ اہم کڑی ہے جس پر کفارِ مکہ کی آخری انتہائی کوشش ناکامی پر منتج ہوکر آئندہ کے لیے اُن کے جارحانہ عزائم یہاں تک پست کر دیتی ہے کہ اس کے بعد انھیں مدینہ پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں ہوتی۔ یوں قریش مکہ کی وہ منظم یورشیں، جنگی تفصیل، غزوات بدر، سویق اور اُحد کے تحت جنگ نامۂ اسلام کی پہلی دو جلدوں میں بیاں کی جا چکی ہے، یہاں ختم ہو جاتی ہے، اور سرزمین عرب کے مغرور قبائل، جو نسلی تفاخر کی بناء پر ایک زمانے سے اپنے علاوہ کسی کو اہمیت دینے کے لیے تیار نہ تھے، جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے جاں نثار صحابہ کرامؓ کی عدیم المثال اخلاقی اور روحانی جرأت سے مرعوب ہوکر اسلام کو ایک زندہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

جنگ نامۂ اسلام جلد سوم کے تعارف میں مولانا عبدالستار خان نیازی لکھتے ہیں:

"اگر یہ کہا جائے کہ منظور نے اپنی اس تصنیف میں قرون اولیٰ کی اسلامی معاشرت کا مکمل نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ شاعر کے تخیل کی گرفت اس قدر مضبوط ہے کہ قاری غیر محسوس طور پر اپنے آپ کو ہر واقعہ کا عینی شاہد شمار کرنے لگ جاتا ہے۔ مصنف نے جہاں سیرت کے حقائق و واقعات کو بلا کم و کاست بیان کیا ہے وہاں عزم مومنانہ اور جرأت قلندرانہ کے ساتھ دعوتِ حق کا فریضہ بھی بطور احسن سرانجام دیا ہے۔" (۱۵)

پہلی دونوں جلدوں کی طرح جنگ نامۂ اسلام کی تیسری جلد میں بھی جزئیات نگاری، واقعات کی صحیح تصویر کشی، حفظِ مراتب، شوکتِ الفاظ اور انسانی جذبات کی ترجمانی کی خصوصیات نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہیں۔ اس رزمیہ نظم کی اساس تخیلی واقعات نہیں بلکہ سچے تاریخی حقائق ہیں اس لیے مصنف کے بقول:

"قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ باعتبار نظم اس رزمیہ کو وہ ایسی منظومات سے جن کا مقصد محض لذتِ سامعہ ہوا کرتی ہے، اس لحاظ سے جداگانہ حیثیت کا حامل تصور فرمائیں کہ یہ ایک ایسے مسلسل تاریخی مضمون پر مشتمل ہے جو سرتاپا ٹھوس حقائق کا آئینہ دار ہے، اور جسے نظم کی صورت میں صحیح

طور پر نبھانے میں سمندِ فکر کو پوری آزادی کے ساتھ جولاں کرنے کی قطعاً
کوئی گنجائش نہیں، تاہم آپ کو اس میں وہ تمام جزئیات اپنے صحیح مقام پر
موجود نظر آئیں گی جو اس نوعیت کی تصنیف سے رزمیہ انداز میں متوقع ہو
سکتی ہیں۔“ (۱۶)

منظور نے جلد سوم کے ابتدائی صفحات میں غزوۂ اُحد کے بعد شہادت گاہ کا منظر، شہدائے اُحد کی قبریں، شہدائے اُحد کی تربتوں پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ خوانی، میدان اُحد سے لشکر اسلام کو مدینے کو مراجعت، زخمی مجاہدوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف آوری وغیرہ کو ذیلی عنوانات کے تحت زمانی ترتیب سے نظم کیا ہے۔

انھی اشعار کے تسلسل میں شاعر نے میدان جنگ سے فرار اختیار کرنے والوں کا اظہار تاسف بھی دکھایا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ اسلامی فوج کے سپہ سالار نے اس مشکل ترین جنگی صورتحال میں کس قدر عزم و استقلال اور پامردی کا مظاہرہ فرمایا، موضوع اور مواد کے حوالے سے جنگ نامۂ اسلام کی تینوں جلدوں کے جائزہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مطہرہ شخصیت اقدس کا عسکری پہلو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ بیانیہ شاعری میں تاریخی اور روایتی واقعات کو نظم کرنا آسان کام نہیں لیکن منظور نے تاریخ اسلام کے منتخب موضوع کو اس کی پوری جزئیات اور تفصیلات سمیت بڑے احسن انداز سے بیان کیا ہے۔

فنی مطالعہ:

”جنگ نامۂ اسلام“ ایک بلند پایہ رزمیہ مثنوی ہے جس میں شاعر نے جملہ فنی لوازمات اور شعری محاسن کو بہت خوبی سے پیش نظر رکھا ہے۔

حفیظ جالندھری کے شاہنامۂ اسلام کی طرح منظور نے جنگ نامۂ اسلام ”بحر ہزج مثمن سالم“ کا انتخاب کیا ہے جو ایک بزمیہ، مترنّم اور رواں بحر ہے۔ اقبال کی مشہور نظمیں تصویر درد اور طلوعِ اسلام، حالی کی مسدس مدو جزر اسلام بھی اسی بحر میں لکھی گئی ہیں۔

کوئی شک نہیں کہ جنگ نامۂ اسلام میں شاعر نے جس موضوع پر قلم اٹھایا وہ انتہائی سنجیدگی اور متانت کا متقاضی تھا۔ تاریخی حقائق کو منظوم کرتے ہوئے تحقیق واقعات کو مدنظر رکھنا نہایت مشکل مرحلہ تھا۔ شاعری کے لیے حسنِ تخیل لازمی ہے۔ اس صنفِ شعر میں تخیل کی گنجائش دوسری اصناف شعر کی نسبت کم ہے۔ اس پر مستزاد اس کی بحر رزمیہ کے لیے زیادہ موزوں نہیں ہے۔ شاعر اپنی قادر الکلامی کی وجہ سے اس بحر کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے میں کامیاب رہا ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی

ہے جو کہ فنی دسترس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جنگ نامۂ اسلام میں محاکات اور مرقع نگاری کی نہایت عمدہ مثالیں موجود ہیں۔ مثنوی میں جہاں بھی کوئی واقعہ بیان کیا گیا ہے یا کسی کا سراپا لکھا گیا ہے تو اسے اس خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ وہی تصویر یا شخصیت مجسم ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ وہ تصویر کے خدوخال نمایاں کرنے کے لیے جزئیات نگاری سے کام لیتے ہیں۔

پابند نظم کی طرح اس مثنوی میں ردیف اور قافیہ کا التزام موجود ہے۔ اُردو کے محاورے بھی بر محل اور برمحل استعمال کیے گئے ہیں۔ مصنف نے جذبات نگاری کا بھی خیال رکھا ہے اور اس میں کامیاب رہے ہیں۔ اس طرح یہ مثنوی ایک بلند پایہ اور وقیع شعری کارنامے کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور نفسِ مضمون اور اسلوبِ بیان کے اعتبار سے اردو کے شعری سرمائے میں ایک ممتاز مقام کی حامل ٹھہری ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس محنت کو شرفِ قبول سے نوازے۔ آمین

حوالہ جات

۱۔ نسیم صہبائی، مقدمہ جنگ نامۂ اسلام جلد اول، گلوب پبلشرز اردو بازار لاہور، ص ۶۵

۲۔ محمد اجمل نیازی ڈاکٹر، بازگشت، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۴۸۔۴۹

۳۔ حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۷۰

۴۔ حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصلاحات، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، ص ۱۷

۵۔ خالد محمود ربانی ہفت روزہ قندیل لاہور، اکیس اپریل ۱۹۶۳ء، ص ۱۳

۶۔ منظور حسین منظور جنگ نامۂ اسلام جلد دوم، گلوب پبلشرز اردو بازار لاہور س ن، ص ۶

۷۔ ایضاً ص ۲۲۔۲۳

۸۔ ایضاً، جلد اول، ص ۶

۹۔ منظور حسین منظور جنگ نامۂ اسلام جلد اول، ص ۳۷

۱۰۔ ایضاً ص ۳۸

۱۱۔ ایضاً ص ۳۹

۱۲۔ عبدالمجید سالک، مقدمہ جنگ نامۂ اسلام، جلد دوم، ص ۱۱۔۱۲

۱۳۔ منظور حسین منظور پیش لفظ جنگ نامۂ اسلام، جلد دوم، ص ۲۹

۱۴۔ منظور حسین منظور پیش لفظ جنگ نامۂ اسلام، جلد سوم، ص ۱۶

۱۵۔ عبدالستار خان نیازی مولانا، تعارف جنگ نامۂ اسلام، جلد سوم، ص ۲۱

۱۶۔ منظور حسین منظور، پیش لفظ جنگ نامۂ اسلام، جلد سوم، ص ۱۵

□□□